جاوید احمد غامدی

قربانی

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا، لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ، فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، فَلَهٗ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ. (الحج ۲۲:۳۴)

''اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کی عبادت مقرر کی ہے تاکہ وہ اُن چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو اُس نے اُن کو بخشے ہیں، اس لیے کہ تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اپنے آپ کو اسی کے حوالے کردو۔ (لیکن یہ وہی کریں گے جن کے دل اپنے پروردگار کے آگے جھکے ہوئے ہیں) اور (اے پیغمبر) اِن جھکنے والوں کو (اُن کے پروردگار کی طرف سے) خوش خبری دو۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

دنیا کے تمام قدیم مذاہب میں قربانی اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ایک بڑا ذریعہ رہی ہے۔ اس کی حقیقت وہی ہے جو زکوٰۃ کی ہے، لیکن یہ اصلاً مال کی نہیں، بلکہ جان کی نذر ہے جو اس جانور کے بدلے میں چھڑا لی جاتی ہے جسے ہم اس کا قائم مقام بنا کر قربان کرتے ہیں۔ بظاہر یہ اپنے آپ کو موت کے لیے پیش کرنا ہے، لیکن غور کیجیے تو یہ موت ہی حقیقی زندگی کا دروازہ ہے۔ ارشاد فرمایا ہے: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ، بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ[۱] (اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں، انھیں مردہ نہ کہو۔ (وہ مردہ نہیں)، بلکہ زندہ ہیں، لیکن تم اس زندگی کی حقیقت نہیں سمجھتے)۔ قرآن نے ایک جگہ نماز کے مقابل میں زندگی اور قربانی کے مقابل میں موت کو رکھ کر یہی حقیقت واضح کی ہے کہ نماز جس طرح اللہ کے ساتھ ہماری زندگی ہے، اسی طرح قربانی اس کی راہ میں ہماری موت ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ ''کہہ دو کہ میری نماز اور میری قربانی، اور میرا

۱؎ البقرہ ۲:۱۵۴۔

وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (الانعام ۶:۱۶۲) جینا اور میرا مرنا اللہ رب العلمین کے لیے ہے۔‘‘

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب یہ ہدایت کی گئی کہ وہ بیٹے کی جگہ ایک مینڈھے کی قربانی دیں اور آیندہ نسلوں میں ہمیشہ کے لیے ایک عظیم قربانی کو اس کی یادگار بنا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ[٢]‘ (اور ہم نے اسمٰعیل کو ایک ذبح عظیم کے عوض چھڑا لیا)۔ اس کے معنی یہ تھے کہ ابراہیم کی یہ نذر قبول کر لی گئی ہے اور اب نسلاً بعد نسلٍ لوگ اپنی قربانیوں کے ذریعے سے اس واقعے کی یاد قائم رکھیں گے۔

اس لحاظ سے دیکھیے تو قربانی پرستش کا منتہاے کمال ہے۔ اپنا اور اپنے جانور کا منہ قبلہ کی طرف کر کے ’بِسْمِ اللّٰہِ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ‘ کہہ کر[٣]، ہم اپنے جانوروں کو قیام یا سجدے کی حالت میں[٤] اس احساس کے ساتھ اپنے پروردگار کی نذر کر دیتے ہیں کہ یہ درحقیقت ہم اپنے آپ کو اس کی نذر کر رہے ہیں۔

یہی نذر اسلام کی حقیقت ہے، اس لیے کہ اسلام کے معنی ہی یہ ہیں کہ سر اطاعت جھکا دیا جائے اور آدمی اپنی عزیز سے عزیز متاع، حتیٰ کہ اپنی جان بھی اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے۔ قربانی، اگر غور کیجیے تو اسی حقیقت کی تصویر ہے۔ سیدنا ابراہیم اور ان کے جلیل القدر فرزند نے جب اپنے آپ کو اس کے لیے پیش کیا تو قرآن نے اسے اسلام ہی سے تعبیر کیا ہے: ’فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ[٥]‘، (پھر جب ان دونوں نے اپنے آپ کو حوالے کر دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا)۔ سورۂ حج کی جو آیت اوپر نقل ہوئی ہے، اس میں بھی دیکھ لیجیے، ’فلہ اسلموا و بشر المخبتین‘ کے الفاظ میں قرآن نے کس خوبی کے ساتھ اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنی تمھارے دل اگر اپنے معبود کے سامنے جھکے ہوئے ہیں تو اپنے آپ کو اسی کے حوالے کر دو، اس لیے کہ تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ قربانی کی روح یہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ عبادت خاص اپنی شکرگزاری کے لیے مشروع فرمائی ہے، لہٰذا اس میں کسی دوسرے کو اس کا شریک نہ بناؤ۔

قربانی کی تاریخ

قربانی کی تاریخ سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے۔ قرآن میں بیان ہوا ہے کہ ان کے دو بیٹوں ہابیل

---

٢ الصافات ۳۷:۱۰۷۔

٣ بخاری، رقم ۵۵۶۵۔ مسلم، رقم ۱۹۶۶۔

٤ یعنی نحر کے لیے جانور کو کھڑا کر کے اور ذبح کی صورت میں قبلہ رو لٹا کر۔

٥ الصافات ۳۷:۱۰۳۔

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

اور قابیل نے اپنی اپنی نذر اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کی تو ایک کی نذر قبول کر لی گئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی: 'إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ'[6]۔ بائیبل میں صراحت ہے کہ ہابیل نے اس موقع پر اپنی بھیڑ بکریوں کے کچھ پہلوٹے بچوں کی قربانی پیش کی تھی۔ پیدایش میں ہے:

''اور آدم اپنی بیوی حوا کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی اور اس کے قائین پیدا ہوا۔ تب اُس نے کہا: مجھے خداوند سے ایک مرد ملا۔ پھر قائین کا بھائی ہابل پیدا ہوا۔ اور ہابل بھیڑ بکریوں کا چرواہا اور قائین کسان تھا۔ چند روز کے بعد یوں ہوا کہ قائین اپنے کھیت کے پھل کا ہدیہ خداوند کے واسطے لایا اور ہابل بھی اپنی بھیڑ بکریوں کے کچھ پہلوٹھے بچوں کا اور کچھ ان کی چربی کا ہدیہ لایا اور خداوند نے ہابل اور اس کے ہدیے کو منظور کر لیا۔ پر قائین کو اور اُس کے ہدیے کو منظور نہ کیا۔'' (۴: ۱-۵)

یہ طریقہ بعد میں بھی، ظاہر ہے کہ قائم رہا ہوگا۔ چنانچہ اس کے آثار ہم کو تمام قدیم مذاہب میں ملتے ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کے بعد، البتہ جو اہمیت وعظمت اور وسعت و ہمہ گیری اس عبادت کو حاصل ہوئی ہے، وہ اس سے پہلے، یقیناً حاصل نہیں تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی قوم کے ایمان سے مایوس ہو کر ہجرت کی تو اس کے ساتھ ہی دعا فرمائی کہ پروردگار، تو مجھے صالح اولاد عطا فرما۔ یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک فرزند کی ولادت کی خوش خبری دی۔ یہ فرزند اسمٰعیل تھے۔ قرآن کا بیان ہے کہ یہ جب باپ کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچے تو ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت ہو رہی ہے کہ اس بیٹے کو اپنے پروردگار کی خاطر قربان کر دیں۔ یہ ہدایت اگرچہ خواب میں ہوئی تھی اور خواب کی باتیں تاویل و تعبیر کی محتاج ہوتی ہیں، چنانچہ اس خواب کی تعبیر بھی یہی تھی کہ وہ بیٹے کو معبد کی خدمت کے لیے اللہ تعالیٰ کی نذر کر دیں، اس سے ہرگز یہ مقصود نہ تھا کہ وہ فی الواقع اسے ذبح کر دیں، لیکن خدا کے اس صداقت شعار بندے نے کوئی تعبیر نکالنے کے بجائے من وعن اس کی تعمیل کا فیصلہ کر لیا اور اس راہ میں پہلا قدم یہ اٹھایا کہ فرزند کے حوصلے کا اندازہ کرنے کے لیے اپنا خواب اسے بتایا۔ سیدنا اسمٰعیل نے اس خواب کو خدا کا حکم سمجھا اور فوراً جواب دیا کہ ابا جان، آپ بے دریغ اس کی تعمیل کریں۔ ان شاء اللہ، آپ مجھے پوری طرح ثابت قدم پائیں گے۔ بچے کے جواب سے مطمئن ہو کر ابراہیم اس کو مروہ کی پہاڑی کے پاس لے گئے اور قربانی کے لیے پیشانی کے بل لٹا دیا۔ قریب تھا کہ چھری چل جاتی، لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی: ابراہیم تم نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ یہ ایک بڑی آزمایش تھی، تم اس میں کامیاب ہوئے، لہٰذا اب مزید کسی اقدام کی ضرورت نہیں رہی۔ چنانچہ ابراہیم کے اس فرزند جلیل کو اللہ تعالیٰ نے

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

۶؎ المائدہ ۵: ۲۷۔

ایک مینڈھے کی قربانی کے عوض چھڑا لیا اور اس واقعے کی یادگار کے طور پر ہر سال اسی تاریخ کو قربانی کی ایک عظیم روایت ہمیشہ کے لیے قائم کر دی گئی۔ یہی قربانی ہے جو حج و عمرہ کے موقع پر اور عیدالاضحیٰ کے دن ہم پورے اہتمام کے ساتھ کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا ہے:

قَالُوا: ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا، فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ، فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْأَسْفَلِينَ. وَقَالَ: إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ. رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِينَ، فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيمٍ. فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ، قَالَ: يٰبُنَيَّ إِنِّي أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ، فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى؟ قَالَ: يٰأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي، إِنْ شَآءَ اللّٰهُ، مِنَ الصّٰبِرِينَ. فَلَمَّآ أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ، وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰإِبْرٰهِيمُ، قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا، إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ، إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِينُ، وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ.

(الصافات ۳۷: ۹۷۔ ۱۰۷)

’’انھوں نے کہا: اس کے لیے ایک چنائی چنو اور اسے آگ میں جھونک دو۔ اس طرح انھوں نے اس کے خلاف ایک چال کرنی چاہی تو ہم نے انھی کو نیچا دکھا دیا۔ اور (ابراہیم نے یہ دیکھا تو) کہا: میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں، وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔ پروردگار، مجھے صالح اولاد عطا فرما۔ (اُس نے یہ دعا کی) تو ہم نے اسے ایک بردبار فرزند کی بشارت دی۔ پھر جب وہ اس کے ساتھ چلنے پھرنے کی عمر کو پہنچ گیا تو (ایک دن) اُس نے کہا: بیٹا، میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اب بتاؤ، تمھاری کیا رائے ہے؟ اُس نے جواب دیا: اباجان، آپ کو جو حکم دیا جا رہا ہے، اس کی تعمیل کیجیے۔ آپ ان شاء اللہ مجھے ثابت قدم پائیں گے۔ آخر کو جب دونوں نے اپنے آپ کو حوالے کر دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور ہم نے ندا دی کہ اے ابراہیم، تو نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک کھلی آزمایش تھی۔ (ابراہیم اس میں کامیاب ہوا) اور (اِس کے نتیجے میں) اسمٰعیل کو ہم نے ایک بڑی قربانی کے عوض چھڑا لیا۔‘‘

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

قربانی کا مقصد

قربانی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری ہے۔ ہم اپنی جان کا نذرانہ قربانی کے جانوروں کو اس کی علامت بنا کر بارگاہ خداوندی میں پیش کرتے ہیں تو گویا اسلام واخبات کی اس ہدایت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں جس کا اظہار سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے فرزند کی قربانی سے کیا تھا۔ اس موقع پر تکبیر وتہلیل کے الفاظ اسی مقصد سے ادا کیے جاتے ہیں۔ قرآن نے یہ مقصد اس طرح واضح فرمایا ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ، كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ، وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ. (الحج ۲۲:۳۷)

”اللہ کو نہ (تمھاری) اِن (قربانیوں) کا گوشت پہنچتا ہے، نہ خون، بلکہ صرف تمھارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ اُس نے اِسی طرح اِن کو تمھاری خدمت میں لگا دیا ہے تاکہ اللہ نے جو ہدایت تمھیں بخشی ہے، اُس پر تم اُس کی تکبیر کرو۔ (یہی طریقہ ہے اُن کا جو خوبی کا رویہ اختیار کریں) اور (اے پیغمبر) اِن خوب کاروں کو بشارت دو۔“

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

قربانی کا قانون

قربانی کا جو قانون مسلمانوں کے اجماع اور تواتر عملی سے ہم تک پہنچا ہے، وہ یہ ہے:

قربانی انعام کی قسم کے تمام چوپایوں کی ہوسکتی ہے،

اس کا جانور بے عیب اور اچھی عمر کا ہونا چاہیے،

قربانی کا وقت یوم النحر ۱۰/ ذوالحجہ کو عیدالاضحیٰ کی نماز سے فراغت کے بعد شروع ہوتا ہے،

اس کے ایام وہی ہیں جو مزدلفہ سے واپسی کے بعد منیٰ میں قیام کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔ سورۂ حج کی آیات میں 'اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ' سے یہی مراد ہیں[۷]۔ اصطلاح میں انھیں ایام تشریق کہا جاتا ہے۔ قربانی کے علاوہ ان ایام میں یہ بھی مشروع ہے کہ ہر نماز کی جماعت کے بعد تکبیریں کہی جائیں۔ نمازوں کے بعد تکبیر کا یہ حکم مطلق ہے، اس کے کوئی خاص الفاظ شریعت میں مقرر نہیں کیے گئے۔

۷؎ ۲۲: ۲۸۔ ”اور چند متعین دنوں میں اُن چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو اُس نے اُن کو بخشے ہیں۔“

قربانی کا گوشت لوگ خود بھی بغیر کسی تردد کے کھا سکتے اور دوسروں کو بھی کھلا سکتے ہیں۔ 'فَکُلُوا مِنھَا وَأَطعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعتَرّ'[8] کے الفاظ میں قرآن نے اس کی صراحت کر دی ہے۔

قربانی کا قانون یہی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ، اس کے بارے میں چند باتوں کی وضاحت فرمائی ہے:

اول یہ کہ قربانی ہر حال میں عید کی نماز کے بعد کی جائے گی۔ یہ اگر پہلے کر لی گئی ہے تو محض ذبیحہ ہے، اسے عیدالاضحیٰ کی قربانی قرار نہیں دیا جا سکتا۔[9]

دوم یہ کہ قربانی کے لیے اچھی عمر یہ ہے کہ بھیڑ یا بکری کا بچہ کم سے کم ایک سال، گائے بیل دو سال اور اونٹ یا اونٹنی کم سے کم پانچ سال کی ہونی چاہیے۔ یہ میسر نہ ہوں تو مینڈھا ذبح کر لیا جائے۔ یہ اگر چھ ماہ کا بھی ہو تو کفایت کرے گا۔[10]

سوم یہ کہ گائے بیل اور اونٹ یا اونٹنی کی قربانی میں ایک سے زیادہ لوگ شریک ہو سکتے ہیں۔ یہ شرکا اگر سات بھی ہوں تو مضایقہ نہیں ہے، بلکہ روایتوں میں آیا ہے کہ اونٹ کی قربانی میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک موقع پر دس افراد شریک ہوئے تو آپ نے منع نہیں فرمایا۔[11]

چہارم یہ کہ قربانی ایک نفل عبادت کے طور پر عیدالاضحیٰ کے علاوہ بھی کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے جب عقیقے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: تم میں سے جو بچے کی پیدایش پر قربانی کرنا چاہے، کرلے۔[12]

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

۸؎ الحج ۲۲: ۳۶۔ ''سو اِس میں سے خود بھی کھاؤ اور اُن کو بھی کھلاؤ جو قناعت کیے بیٹھے ہیں اور اُن کو بھی جو مانگنے کے لیے آ جائیں۔''

۹؎ بخاری، رقم ۹۵۱، ۹۵۴، ۹۸۵۔ مسلم، رقم ۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲۔

۱۰؎ مسلم، رقم ۱۹۶۳۔ ابوداؤد، رقم ۲۷۹۹۔

۱۱؎ ابوداؤد، رقم ۲۸۰۸۔ ترمذی، رقم ۱۵۰۱۔

۱۲؎ الموطا، رقم ۱۰۶۶۔